علم و تحقیق کا ادارہ جامعہ سلفیہ

رضوانہ عثمان بنت مولانا محمد عثمان (علی آباد)

بلاشبہ جامعہ سلفیہ پاکستان کی سب سے عظیم دینی و عصری درسگاہ ہے، جس کا شہرہ دور دراز کے ممالک تک پھیلا ہوا ہے۔ جامعہ سلفیہ پر اللہ کا خاص فضل وکرم ہے کہ اسے ہر دور میں نہایت بلند پایہ عالم و مدرس ملتے رہے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اس جامعہ نے بہت بڑے بڑے عالم و مقرر پیدا کئے ہیں اور اس سے فارغ التحصیل پوری دنیا میں اللہ کا دین صحیح معنوں میں لوگوں تک پہنچا رہے ہیں۔

ہمارے گھرانے کا جامعہ سلفیہ کے ساتھ تعلق عرصہ پچاس سال سے قائم ودائم ہے۔ ۱۹۵۵ء جب جامعہ سلفیہ کی عمارت کی بنیاد رکھی گئی تھی تو میاں فضل حق اور میاں محمد باقر صاحب کی دعوت پر راقمۃ الحروف کے دادا جان محترم مولانا محمد عبداللہ (مرحوم) اور والد محترم مولانا محمد عثمان صاحب نے تقریب سنگ بنیاد میں شرکت کی تھی، یعنی جب سے جامعہ وجود میں آیا ہے، تب سے ہی ہمارے گھرانے سے تعلقات قائم ہیں۔

دادا جان مرحوم حافظ عبدالمنان وزیر آبادی کے شاگرد تھے اور امام العصر جناب عبدالجبار غزنوی کے سامنے بھی زانوئے تلمذ طے کیا تھا۔ غزنویہ مدرسہ میں آپ کے ساتھ حافظ محمد گوندلوی صاحب تھے اور دونوں میں گہری دوستی تھی۔ بعد میں جب حافظ محمد صاحب جامعہ سلفیہ میں شیخ الحدیث کے عہدے پر فائز ہوئے تو علی آباد سے نزدیک ہونے کی بناء پر کئی دفعہ یہاں تشریف لائے۔ دادا جان علی آباد میں ہر سال سالانہ کانفرنس کا انعقاد کرواتے تھے۔ جس میں جامعہ سلفیہ کے اساتذہ کرام کو خصوصی طور پر مدعو کیا جاتا۔ کانفرنس میں شیخ الحدیث مولانا سلطان محمود (جلالپور پیروالا ملتان) حافظ عبداللہ بڈھیمالوی بھی تشریف لایا کرتے تھے۔

والد محترم بتاتے ہیں کہ یہ تمام شخصیات نہایت متقی عالم دین تھے۔ سٹیج پر بیٹھے ہوتے تو یوں محسوس ہوتا کہ ان کے چہروں سے نور کی شعاعیں پھوٹ رہی ہوں۔ میاں فضل حق صاحب نے بھی ایک سال کانفرنس میں شرکت کی۔ مولانا اسحاق چیمہ صاحب کچھ عرصہ جامعہ سلفیہ کے ناظم رہے ہیں، ان کی زندگی کا زیادہ تر حصہ علی آباد میں ہی گزرا ہے۔ انہوں نے دینی تعلیم مولانا عبداللہ صاحب سے حاصل کی تھی اور ان سے گہری عقیدت رکھتے تھے۔

۸ مارچ ۱۹۸۵ء کو مولانا قدرت اللہ فوق رحمۃ اللہ علیہ والد محترم کی دعوت پر خطبہ جمعہ کیلئے تشریف لائے تھے۔ انہوں نے وزیٹر بک میں اپنے تاثرات قلم بند کئے ہیں، جو آج بھی ہمارے پاس محفوظ ہیں۔

مولانا اشرف جاوید صاحب ۹ مئی ۱۹۸۶ء کو علی آباد تشریف لائے تھے۔ ان کے تاثرات بھی محفوظ ہیں۔ انہوں نے لکھا ہے کہ چونکہ مولانا عثمان صاحب کا خاندان تحریک مجاہدین سے تعلق رکھتا ہے، ان کے والدین مجاہدین سے تعاون کرتے رہے اور اس سلسلے میں جیل بھی کاٹی۔ لہٰذا میں اسی سلسلہ میں حاضر ہوا ہوں تاکہ مجاہدین کا تذکرہ سن سکوں اور پرانی یادیں تازہ ہوسکیں۔

جامعہ سلفیہ سے اب بھی تقریباً ہر سال ہی کوئی نہ کوئی استاد صاحب تشریف لاتے ہیں۔ اسی وجہ سے اہل دیہہ کو جامعہ سے خصوصی شغف ہے اور وہ بھی فصلِ خریف اور ربیع کے موقع پر بڑھ چڑھ کر تعاون کرتے ہیں۔

موجودہ اساتذہ کرام میں پرنسپل جناب پروفیسر محمد یٰسین ظفر صاحب، مولانا محمد یونس بٹ صاحب، حافظ امین الرحمٰن ساجد صاحب، حافظ فاروق الرحمٰن یزدانی اور ناصر محمود مدنی گاہے بگاہے تشریف لاتے ہیں۔

ان تمام حضرات کی وعظ وتقریر سننے کا موقع ملا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان تمام حضرات کو بیش بہا علم سے نوازا ہے اور نہایت موثر اور دلنشیں لہجہ عطا کیا ہے۔ خاص طور پر اہل دیہہ جناب محمد یٰسین ظفر صاحب سے بہت متاثر ہیں، کیونکہ وہ جس خوبصورت انداز سے حکومت کی غلط پالیسیوں کی نشاندہی کرتے اور حقائق کو بے نقاب کرتے ہیں، شاید ہی کسی دوسرے کا انداز ایسا ہو۔

ان کی جو بات زبان سے نکلتی ہے، دل پر اثر کرتی ہے۔ میں بچپن سے ہی اپنے گھر والوں سے جامعہ سلفیہ کا تذکرہ سنتی چلی آرہی تھی۔ بڑے ہونے کے ساتھ ساتھ دل میں جامعہ دیکھنے کی خواہش بھی زور پکڑتی گئی۔ اکثر و بیشتر والد صاحب سے اپنی اس خواہش کا اظہار کرتی تھی، آخرکار میری یہ خواہش ۱۳ جون ۲۰۰۴ء کو پایہ تکمیل تک پہنچی۔ میں والد محترم، والدہ محترمہ اور ہمشیرہ صاحبہ کے ساتھ جامعہ پہنچی۔

جامعہ کی شاندار پرشکوہ عمارت میں قدم رکھتے ہی یوں محسوس ہوا کہ میں نے کسی جنت بے نظیر میں قدم رکھا ہے، جہاں کسی قسم کا کوئی خوف وڈر نہیں ہے۔ طالب علموں کے چہرے سنت رسول ﷺ سے سجے ہوئے ہیں۔ نگاہیں نیچی کئے ہوئے، کتابیں ہاتھ میں اٹھائے ہوئے آ جا رہے تھے۔

سب سے پہلے ہم نے محترم و مربی جناب محمد یٰسین ظفر صاحب کے در دولت پر حاضری دی۔ آپ ہمارے انتظار میں گھر کے باہر ہی کھڑے تھے۔ میں آپ کے اہل

باقی صفحہ 27 پر